قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل
لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 15 فروری 2020ء | 20 جمادی الثانی 1441 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 40

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَنَاجَیۡتُمۡ فَلَا تَتَنَاجَوۡا بِالۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ وَ مَعۡصِیَتِ الرَّسُوۡلِ وَ تَنَاجَوۡا بِالۡبِرِّ وَ التَّقۡوٰی ؕ وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡۤ اِلَیۡهِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۱۰﴾ (المجادلة:10)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم باہم خفیہ مشورے کرو تو گناہ، سرکشی اور رسول کی نافرمانی پر مبنی مشورے نہ کیا کرو۔ ہاں نیکی اور تقویٰ کے بارہ میں مشورے کیا کرو اور اللہ سے ڈرو جس کے حضور تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔

فرمان خلیفہ وقت

تلاوتِ قرآن کریم کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرنے کے لئے اور فرشتوں کے حلقے میں آنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن کریم پڑھے اور اس کو سمجھے ، اپنے بچوں کو پڑھائیں ،انہیں تلقین کریں کہ وہ روزانہ تلاوت کریں۔ اور یاد رکھیں کہ جب تک ان چیزوں پہ عمل کرنے کے ماں باپ کے اپنے نمونے بچوں کے سامنے قائم نہیں ہوں گے اس وقت تک بچوں پہ اثر نہیں ہو گا۔ اس لئے فجر کی نماز کے لئے بھی اٹھیں اور اس کے بعد تلاوت کے لئے اپنے پر فرض کریں کہ تلاوت کرنی ہے۔پھر نہ صرف تلاوت کرنی ہے بلکہ توجہ سے پڑھنا ہے اور پھر بچوں کی بھی نگرانی کریں کہ وہ بھی پڑھیں، انہیں بھی پڑھائیں۔جو چھوٹے بچے ہیں ان کو بھی پڑھایا جائے۔“

(خطبہ جمعہ مورخہ 16 ستمبر 2005ء)

اس شمارہ میں

- الفضل کے سالانہ نمبر 2016ء کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام
- معروف مجددین اُمت محمدیہ۔ تعارف اور خدمات
- متحد ہو کر اعلیٰ معیار کے مطابق دعا کرنے کی اہمیت
- سو مساجد کی تعمیر کے حوالے سے اہم سیمینار
- اسلام کی تعلیم کی طرف قدم۔ہندوؤں کی کھاپ پنچایت کا فیصلہ
- ابوریحان البیرونی۔ موازنہ ادیان کا بانی

فرمانِ رسول ﷺ

ایک دوسرے سے حسنِ سلوک کی تاکید

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لئے بڑھ چڑھ کر بھاؤ نہ بڑھاؤ ۔ ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے پیٹھ نہ موڑو یعنی بے تعلقی کا رویہ اختیار نہ کرو ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو ۔ مسلمان اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا۔ اس کی تحقیر نہیں کرتا۔ اس کو شرمندہ یا رسوا نہیں کرتا۔ آپؐ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تقویٰ یہاں ہے۔ یہ الفاظ آپؐ نے تین دفعہ دہرائے پھر فرمایا ۔ انسان کی بدبختی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھے ہر مسلمان کا خون ، مال اور عزت و آبرو دوسرے مسلمان پر حرام اور اس کے لئے واجب الاحترام ہے۔ (مسلم کتاب البر والصلۃ باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

برکاتِ تقویٰ

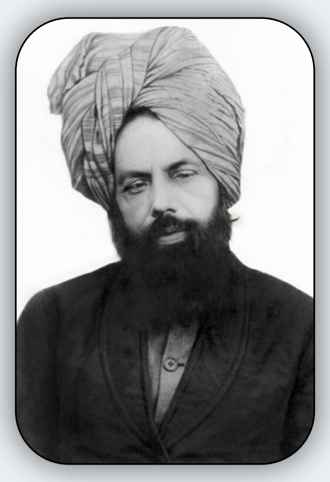

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

” پس ہمیشہ دیکھنا چاہیے کہ ہم نے تقویٰ وطہارت میں کہاں تک ترقی کی ہے ۔اس کا معیار قرآن ہے۔اللہ تعالیٰ نے متقی کے نشانوں میں ایک نشان یہ بھی رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو مکروہات دنیا سے آزاد کر کے اس کے کاموں کا خود متکفل ہو جاتا ہے۔جیسے کے فرمایا :وَمَنۡ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجۡعَلۡ لَّهٗ مَخۡرَجًا وَّ یَرۡزُقۡهُ مِنۡ حَیۡثُ لَا یَحۡتَسِبُ۔(الطلاق:4,3)جو شخص خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک مصیبت میں اس کے لئے راستہ مخلصی کا نکال دیتا ہے اور اس کے لئے ایسے روزی کے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کے علم وگمان میں نہ ہوں ،یعنی یہ بھی ایک علامت متقی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو نابکار ضرورتوں کا محتاج نہیں کرتا ۔مثلاً ایک دوکاندار یہ خیال کرتا ہے کہ دروغگوئی کے سوا اس کا کام ہی نہیں چل سکتا ،اس لئے وہ دروغگوئی سے باز نہیں آتا اور جھوٹ بولنے کے لئے وہ مجبوری ظاہر کرتا ہے،لیکن یہ امر ہرگز سچ نہیں۔ خدا تعالیٰ متقی کا خود محافظ ہو جاتا ہے اور اسے ایسے مواقع سے بچا لیتا ہے جو خلاف حق پر مجبور کرنے والے ہوں ۔یاد رکھو جب اللہ تعالیٰ کو جب کسی نے چھوڑا،تو خدا نے اسے چھوڑ دیا۔جب رحمان نے چھوڑ دیا ،تو ضرور شیطان اپنا رشتہ جوڑے گا۔

یہ نہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کمزور ہے۔وہ بڑی طاقت والی ذات ہے۔جب اس پر کسی امر میں بھروسہ کرو گے وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا۔وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ(الطلاق:4)لیکن جو لوگ ان آیات کے پہلے مخاطب تھے ،وہ اہل دین تھے ۔ان کی ساری فکریں محض دینی امور کے لئے تھیں اوران کے دنیوی امور حوالہ بخدا تھے،اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں ۔غرض برکاتِ تقویٰ میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو تسلی دی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں ۔غرض برکات تقویٰ میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ متقی کو ان مصائب سے مخلصی بخشتا ہے جو دینی امور کے حارج ہوں“

(ملفوظات جلداوّل ص11)

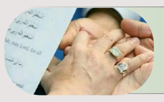

دربارِ خلافت

الفضل کے سالانہ نمبر 2016ء کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام

دین کی خاطر صبر و استقامت دکھانا بہت بابرکت کام ہے

نوٹ: الفضل کا سالانہ نمبر 2016ء بوجوہ شائع نہ ہو سکا جس کی وجہ سے یہ پیغام بھی طبع نہ ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے پیغام میں فرماتے ہیں۔

''مجھے بہت خوشی ہے کہ روزنامہ الفضل کو ''صبر واستقامت'' کے عنوان سے سالانہ نمبر شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

محترم ایڈیٹر صاحب نے اس کے لئے مجھ سے پیغام بھجوانے کی درخواست کی ہے۔ اس موقع پر میرا پیغام یہ ہے کہ صبر و استقامت الٰہی جماعتوں کا خاص وصف اور ان کی کامیابی کی کلید ہے۔ اس لئے آپ نے بھی ہمیشہ اس وصف کو اپناتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے چلے جانا ہے۔

کسی بھی مقصد میں کامیابی کے لئے انسان کو قربانی کرنی پڑتی ہے۔ دنیا میں لوگ اپنے محدود دنیوی مفادات کی خاطر بعض نظریات پر قائم ہوتے ہیں اور اس کے لئے وہ سختیاں برداشت کرتے اور قربانیاں کرتے ہیں۔ لیکن وہ لوگ بہت ہی خوش قسمت ہیں جو خدا کی خاطر دکھ اٹھاتے ہیں اور ہر حال میں اپنے دین اور عقائد کی حفاظت کرتے ہیں ۔ نہ دنیوی لالچ انہیں بہکا سکتے ہیں اور نہ دنیا داروں کے خوف اور دھمکیاں انہیں اللہ کی رضا کی راہوں سے پیچھے ہٹا سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور ان سے اپنی معیت کا اس نے وعدہ کر رکھا ہے۔ اسی طرح جو استقامت دکھاتے ہیں ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے :اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰمٓ سجدہ: 31)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے، پھر استقامت اختیار کی ، ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور جنت (کے ملنے) سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔

پس دین کی خاطر صبر اور استقامت دکھانا بہت ہی بابرکت کام ہے۔ اور آج یہ وصف اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو عطا فرمایا ہے۔ سب دنیا جانتی ہے کہ احمدی کس قدر سختیاں محض للہ برداشت کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ جب کوئی احمدی ہوتا ہے تو عزیز واقارب اور دوست تعلقات منقطع کر لیتے ہیں ۔ ماحول میں نفرت پھیلائی جاتی ہے۔ معاشرتی بائیکاٹ کیا جاتا ہے۔ ہر طرح سے حوصلہ شکنی کی جاتی ہے۔ ملکی قوانین بھی ایسے ہیں جس میں اختلاف عقیدہ کی بناء پر ان سے اپنے ہی ملک میں امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ جھوٹے مقدمات میں ملوث کیا جاتا ہے اور کئی بے گناہ احمدی ابھی بھی قیدو بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں ۔ اب تک کون سا ظلم ہے جو احمدیوں پر ڈھایا نہیں گیا۔ جائیدادیں چھینی گئیں ۔ آگیں لگائی گئیں ۔ کاروبار لوٹے گئے۔ مارا پیٹا گیا یہاں تک کہ کتنے ہی احمدی اپنے دین اور عقائد کی حفاظت کرتے ہوئے راہِ مولیٰ میں قربان ہو گئے۔ ایسے لوگ آسمان احمدیت کے روشن ستارے ہیں۔ یہ واقعات انفرادی بھی ہیں اور اجتماعی بھی جن میں سے نمایاں طور پر 2010ء کا وہ دکھ بھرا واقعہ ہے جب لاہور میں دو مقامات پر احمدیوں کو عین عبادت کرتے ہوئے بڑی بے دردی کے ساتھ جان سے مار دیا گیا۔ مگر اس مشکل وقت میں بھی وہاں پر موجود ہر احمدی کوہِ وقار بن کر صبرواستقامت کا نہایت شاندار نمونہ پیش کرتا رہا۔ اس وقت ان میں سے کوئی درود شریف کا ورد کر رہا تھا تو کوئی کلمہ پڑھ رہا تھا اور کوئی اپنے ساتھی کی ضرورت پوری کرنے میں مصروف تھا۔ وہ ذرا بھر بھی ڈگمگائے نہیں اور نہ ہی ان کے قدموں میں کوئی لغزش آئی بلکہ وہ احمدیت پر اپنے ایمان کو سچا ثابت کرتے ہوئے اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ یہی وہ صبر واستقامت ہے جو خدا کے فضل سے سب دنیا میں جماعت کو کامیابیوں اور ترقیات سے ہمکنار کر رہا ہے۔ پس اے خدا کی خاطر دکھ سہنے والے وفا شعار احمدیو! تمہیں مبارک ہو کہ تم اس آسمانی نظام خلافت کے ساتھ منسلک ہو جس سے وابستگی کے نتیجے میں اللہ نے تمکنت دین اور خوفوں سے امن دلانے کے وعدے فرمائے ہیں ۔ تم اپنے آپ کو اکیلا مت سمجھو ۔ خلیفہ وقت کی دعائیں ہر دم آپ کے ساتھ ہیں۔ عرش کا خدا آپ کی قربانیوں کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا اوروہ دن ضرور طلوع ہو گا جب آپ امن و سکون کے ساتھ اور مذہبی آزادی کے ماحول میں اپنے دین پر عمل کر سکیں گے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دفعہ آنحضور ﷺ نے فرمایا :۔

''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے ۔ اس کے سارے کام برکت ہی برکت ہوتے ہیں ۔ یہ فضل صرف مومن کے ساتھ مختص ہے۔ اگر اس کو کوئی خوشی و مسرت اور فراخی نصیب ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے اوراس کی شکر گزاری اس کے لئے مزید خیر وبرکت کو موجب بن جاتی ہے۔ اور اگر اس کو کوئی دکھ اور رنج اور تنگی اور نقصان پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے اور اس کا یہ طرز عمل بھی اس کے لئے خیر وبرکت کا ہی باعث بنتا ہے کیونکہ وہ صبر کر کے ثواب حاصل کرتا ہے۔'' (مسلم کتاب الزھد)

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی پیاری جماعت کو صبر کی نصیحت فرمائی ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

''میں اپنی جماعت کو چند لفظ بطور نصیحت کہتاہوں کہ وہ طریق تقویٰ پر پنجہ مار کر یا وہ گوئی کے مقابلہ پر یا وہ گوئی نہ کریں اور گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں نہ دیں ۔ وہ بہت کچھ ٹھٹھا اور ہنسی سنیں گے جیسا کہ وہ سن رہے ہیں مگر چاہئے کہ خاموش رہیں اور تقویٰ اور نیک بختی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فیصلہ کی طرف نظر رکھیں ۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل تائید ہوں تو صلاح اور تقویٰ اور صبر کو ہاتھ سے نہ دیں۔''

پھر آپ فرماتے ہیں ۔

''جب میں صبر کرتا ہوں تو تمہارا فرض ہے کہ تم بھی صبر کرو۔ درخت سے بڑھ کر تو شاخ نہیں ہوتی۔ تم دیکھو کہ یہ کب تک گالیاں دیں گے۔ آخر یہی تھک کر رہ جائیں گے۔ ان کی گالیاں ، ان کی شرارتیں اور منصوبے مجھے ہرگز نہیں تھکا سکتے۔ اگر میں خداتعالیٰ کی طرف سے نہ آتا تو بیشک میں ان کی گالیوں سے ڈر جاتا ، لیکن میں جانتا ہوں کہ مجھے خدا نے مامور کیا ہے پھر میں ایسی خفیف باتوں کی کیا پرواہ کروں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ تم خود غور کرو کہ ان کی گالیوں نے کس کو نقصان پہنچایا ہے ان کو یا مجھے ؟ ان کی جماعت گھٹی ہے اور میری بڑھی ہے ۔''

پس میری بھی آپ کو یہی نصیحت ہے کہ ہر حال میں صبر کریں ۔ اپنے دین اور عقائد کے بارے میں کسی قسم کا سمجھوتہ نہ کریں اور استقامت کا عمدہ نمونہ دکھائیں ۔ یاد رکھیں! استقامت ایک عظیم خلق ہے۔ اور یہ راہ ان لوگوں کی راہ ہے جو مُنْعَمْ عَلَيْهِمْ ہیں۔ بزرگوں کا مقولہ ہے اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ۔ یعنی استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے ثبات قدم اور استقامت کی دعا مانگتے رہنا چاہئے۔

آپ میرے خطبات سنتے رہتے ہیں ۔ میں بار بار احباب جماعت کو دعاؤں اور عبادات کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں ۔ روزانہ دو نوافل پڑھنے اور ہفتہ میں ایک نفلی روزہ رکھنے کی تحریک بھی میں نے آپ کو کی ہوئی ہے۔ کچھ اور دعائیں بھی بطور خاص آپ کو بتا چکا ہوں۔ ان سب باتوں پر عمل کریں اور ان وقتی مشکلا ت سے ہرگز خوفزدہ نہ ہوں کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ اللہ کے بندے ہی ہمیشہ فتح یاب ہوا کرتے ہیں۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کے سارے غم خوشیوں میں بدل دے اور کبھی کوئی دکھ اور صدمہ آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہ لا سکے۔ آمین ۔ فی امان اللہ

مرتبہ: عبدالسمیع خان

اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایسے لوگ کھڑا کرتا رہے گا جو اس کے دین کی تجدید کرتے رہیں گے۔ (حدیث نبویؐ)

معروف مجددین اُمت محمدیہؐ۔ تعارف اور خدمات

پہلی صدی نبوت اور خلافت کی صدی ہے۔ بعد کی ہر صدی میں سے ایک دو بزرگوں کا انتخاب کیا گیاہے۔ 12 صدیوں کے روشن ستارے

آنحضرت ﷺ نے ہر صدی کے سر پر ایسے مجددین کی پیشگوئی فرمائی ہے جو خدا تعالیٰ کی نصرت سے کھڑے ہو کر دین اسلام کی تجدید کریں گے اور امت کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کے لئے سر گرم ہوں گے۔ چنانچہ پہلی اور دوسری صدی کے سنگم سے یہ سلسلہ جاری ہوا اور حضرت مسیح موعودؑ تک جاری رہا اور ہزار ہا بزرگان نے مختلف خطوں اور وقتوں میں خدمات سرانجام دیں اور ایک ہی وقت میں مختلف مجددین مختلف علاقوں میں خدمت کر رہے تھے۔ اب یہی کام خلافت احمدیہ منہاج نبوت پر عالمگیر سطح پر کر رہی ہے۔ مسیح موعود کے علاوہ کسی اور مجدد کے لئے دعویٰ ضروری نہیں تھا اور نہ ہی ان پر ایمان لانے کی ہدایت تھی اس لئے محض چند ایک کا دعویٰ ملتا ہے اور مختلف لوگوں نے اپنے ذوق اور تحقیق کے مطابق کئی بزرگوں کو مجدد قرار دیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں نواب صدیق حسن خان صاحب نے 13 صدیوں کے مجددین کی ایک فہرست تیار کی جس میں ہر صدی کے فتنوں اور ان کا قلع قمع کرنے والے ایک سے زیادہ بزرگوں کا ذکر تھا (حجج الکرامہ ص 135 تا 139)۔ یہی فہرست ملک عبدالرحمان خادم صاحب نے انہی کے حوالے سے اپنی پاکٹ بک میں بھی درج کی اور یہی فہرست احمدیہ لٹریچر میں بھی متداول رہی۔ اس اعتراض کے جواب میں کہ اگر مرزا صاحب 14 ویں صدی کے مجدد ہیں تو پہلے 13 صدیوں کے کون تھے؟ ایک احمدی عالم مرزا خدا بخش صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں اپنی کتاب عسل مصفیٰ میں ایک فہرست شائع کی اور کئی بزرگوں کا ذکر کیا (یہ بعد میں لاہوری جماعت میں شامل ہو گئے)۔

یہ سارے بزرگ یقیناً مجدد اور خادم اسلام تھے مگر بعض صدیوں میں ان سے زیادہ بڑے بزرگوں کا ذکر رہ گیا ہے اس لئے یہ نئی فہرست تیار کی گئی ہے جس میں کچھ تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ مثلاً نواب صاحب نے پہلے مجدد کے طور پر حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ذکر کیا ہے جبکہ اسی وقت میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کی خدمات وسعت اور پائیداری میں ان سے بڑھ کر تھیں۔ اسی طرح دوسرے مجدد حضرت امام شافعیؒ کا ذکر ہے جبکہ اسی وقت حضرت امام بخاری بھی تھے جنکی خدمات کا دائرہ بہت بالا اور دائمی ہے۔ ساتویں صدی میں حضرت معین الدین چشتیؒ کے ساتھ ابن عربیؒ کو بھی شامل کی گیا ہے کیونکہ ان کی خدمات بھی کم نہیں اور وہ ہمارے مسلک کے زیادہ قریب ہیں۔ آٹھویں صدی میں امام ابن تیمیہ کی بجائے ابن قیم کو شامل کیا گیا ہے جن کا کام بہت زیادہ ٹھوس اور ہمارے نقطہ نگاہ سے مطابقت رکھتا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے اورنگ زیب عالمگیر اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے حضرت عثمان ڈان فودیو کو بھی مجدد قرار دیا ہے، اس لئے ان کو بھی فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اس طرح بعض صدیوں میں ایک کی بجائے 2 کا ذکر ہے۔

یہ فہرست پہلی فہرست سے زیادہ جامع اور جماعت احمدیہ کے نقطہ نظر سے زیادہ ہم آہنگ ہے ورنہ مختلف زاویوں سے کئی قسم کی فہرستیں مرتب کی جاسکتی ہیں۔ سابقہ لوگوں نے تو صرف ناموں کی فہرست بنائی ہے مگر اس فہرست میں تفصیل کے ساتھ بزرگوں کے حالات اور خدمات اور ان مسائل کا بھی ذکر کیا گیا ہے جس میں وہ جماعت احمدیہ کے مؤقف کی تائید کرتے ہیں۔ (مرتب کردہ)

صدی	نام و نسب	پیدائش۔وفات	علاقہ	تصانیف	مقام و اہم خدمات
دوسری (1)	حضرت امام ابو حنیفہؒ۔ نعمان بن ثابت	ولادت 80ھ۔ وفات 150ھ۔ عمر 70 سال ستمبر 699ء۔5 جون 767ء۔ 14	کوفہ (عراق)	مسند الامام الاعظم۔ العالم و المتعلم۔ فقہ اکبر۔ 27 کے قریب آپ کی طرف منسوب ہیں۔	72 صحابہؓ سے ملاقات ہوئی۔ رؤیا میں خدمت دین کی بشارت ملی۔ فقہ حنفیہ کی بنیاد ڈالی اور اپنے شاگردوں کی مدد سے استنباط کا طرزِ فکر قائم کیا جسکی بنیاد قرآن پر تھی۔ انکے مسلک کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی قبولیت عطا فرمائی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے استخراجِ مسائلِ قرآن میں ان سے اپنی خاص مناسبت کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ امام ابو حنیفہ ایک بحرِ اعظم تھے، دوسرے سب اس کی شاخیں ہیں۔
(2)	حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ آپ کی والدہ ام عاصم حضرت عمرؓ کی پوتی تھیں۔	61 تا 101 ھ زمانہ حکومت 99 تا 101ھ	حمص (شام) حکومت دمشق	تدوین حدیث کے لئے خصوصی کوشش کی اور ذخیرہ روایات قلمبند کرنے کے لئے حکومتی سطح پر کارروائی کی۔ اور اس مقصد کے لئے علماء کے وظائف مقرر کئے۔	واحد مجدد جو اسلامی حکومت کے سربراہ بھی تھے۔ بعض کے نزدیک خلیفہ راشد بھی ہیں۔ بدرسومات کو ختم کیا۔ ہندوستان کے سات راجاؤں کو اسلام کی دعوت دی۔
تیسری	حضرت امام بخاری محمد بن اسماعیل	ولادت 13 شوال 194ھ۔ وفات 30 رمضان 256ھ۔ عمر 62 سال 19 جولائی 810ء۔ 31 اگست 870ء۔	بخارا سمرقند (ازبکستان)	صحیح بخاری کی علاوہ 23 کتب ہیں۔ الادب المفرد۔ تاریخ کبیر۔ تاریخ اوسط۔ تاریخ صغیر۔ بخاری کی شروح 100 کے قریب ہیں۔	رؤیا کی بنا پر خدمتِ حدیث کا آغاز کیا۔ صحیح احادیث کی پہچان کا مربوط طریقہ کار بنایا اور 6 لاکھ احادیث میں سے قریباً 8 ہزار پر مشتمل صحیح بخاری 16 سالوں میں مکمل کی جسے اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے اپنے مذہب کی بنیاد قرآن کے بعد بخاری اور مسلم پر رکھی ہے۔ فقہ پر بھی آپ کی گہری دسترس تھی۔ وفاتِ مسیح کے قائل تھے۔ جماعت احمدیہ کے کئی مخصوص کلامی مسائل بخاری کی احادیث اور امام بخاری کے استنباط سے ثابت ہوتے ہیں۔
چوتھی	امام طبری۔ ابو جعفر محمد بن جریر۔	ولادت 224ھ۔ وفات 26 شوال 310ھ۔ عمر 86 سال۔ 838ء تا 16 فروری 923ء۔	طبرستان (ایران) بغداد (عراق)	تفسیر طبری۔ تاریخ الامم و الملوک	اسلام کے مشہور اور مستند علماء میں سے تھے۔ تفسیر، سیرت اور تاریخ میں نہایت عمدہ ذخیرہ چھوڑا ہے۔ تفسیر جامع البیان اہل سنت کی قدیم ترین تفسیر اور ماخذ ہے۔ انہیں امام المفسرین اور امام المؤرخین بھی کہا جاتا ہے۔ تاریخ بھی اولین ماخذ ہے۔ اسلام کے عالمگیر غلبہ کے متعلق لکھا ''ھذا عند خروج المھدی'' یہ واقعہ مہدی کے زمانہ میں ہو گا۔
پانچویں	حضرت امام ابن حزم۔ علی بن احمد بن سعید بن حزم۔	ولادت 384ھ وفات 456ھ عمر 72 سال۔ 7 نومبر 994ء تا اگست 1064ء	پیدائش: قرطبہ وفات: اشبیلیہ (سپین)	400 کے قریب کتب ہیں۔ المحلیٰ اصول فقہ کی بہترین کتاب اور فقہ اسلامی کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ الاحکام فی اصول الاحکام۔ الفصل بین الآراء والاھواء والنحل۔	دین میں حجت قرآن اور سنت کو قرار دیا۔ تقلید کے سخت خلاف تھے۔ وفات مسیح کے قائل تھے۔ انکی کتب کو مصادرِ اسلام کا بہترین مجموعہ کہا جاتا ہے۔
چھٹی	حضرت سید عبدالقادر جیلانی۔ بن ابو صالح۔ حضرت علی کی نسل سے ہیں۔	ولادت یکم رمضان 470 ھ وفات 11 ربیع الثانی 561 ھ عمر 91 سال۔ 17 مارچ 1078ء۔ 12 فروری 1166ء۔	بغداد (عراق)	فتوح الغیب۔ الفتح الربانی۔ سرالاسرار۔ الفیوضات الروحانیہ۔ تحفۃ المتقین۔ جلاء الخاطر۔ آداب السلوک۔ حزب الرجاء۔ غنیۃ الطالبین۔	حضرت مسیح موعودؑ نے مجدد قرار دیا۔ (حمامۃ البشریٰ)۔ آپ نے فرمایا میں نائب رسول اور آپ کا وارث اور تم پر حجت ہوں۔ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ رسول اللہ اور حضرت علیؓ نے خواب میں تبلیغ کی ہدایت فرمائی۔ شرک کے خلاف جہاد کیا۔ تصوف میں سلسلہ قادریہ کے بانی ہیں۔ 40 سال تک تبلیغ و تربیت کے لئے دور دراز کے سفر کئے اور وفود روانہ کئے۔ آپؒ کو غوث اعظم اور سلطان الاولیا بھی کہا جاتا ہے۔
ساتویں (1)	حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری بن غیاث الدین۔ حضرت علیؓ کی نسل سے ہیں۔	ولادت 14 رجب 537ھ۔ وفات 6 رجب 633ھ ۔ عمر 96 سال۔ 2 فروری 1143ء۔ 15 مارچ 1236ء۔	سیستان ، (ایران) وفات اجمیر شریف (ہندوستان)	دیوانِ معین، گنج الاسرار، انیس الارواح، احادیث المعارف، رسالہ وجودیہ۔ دلیل العارفین (ملفوظات کی کتاب ہے)	ہندوستان کے نامور مبلغ اسلام ، رسول اللہ ﷺ نے رؤیا میں ہندوستان میں تبلیغ کا ارشاد فرمایا، روحانی علوم کے 4 ائمہ میں سے ہیں (حضرت المصلح الموعودؓ)۔ بروزی نبوت کے قائل تھے۔ تصوف کے سلسلہ چشتیہ کے بانی ہیں۔ خدمت خلق کی وجہ سے خواجہ غریب نواز بھی کہا جاتاہے۔

(2)	حضرت امام ابن عربی۔ محی الدین محمد بن علی بن محمد بن عربی الحاتمی الطائی	ولادت 27 رمضان 560ھ وفات۔28 ربیع الآخر638ھ۔ عمر78سال، 28 جولائی1165ء تا 10 نومبر 1240ء۔	ولادت ، مرسیہ (سپین) وفات ، دمشق (شام)	فصوص الحکم، فتوحاتِ مکیہ، ترجمان الاشواق، الکبریت الاحمر،8سو کے قریب کتب اور رسائل لکھے۔ سو کے قریب موجود ہیں۔	دنیائے اسلام کے ممتاز صوفی، عارف، محقق، شاعر، شیخ اکبر کہلاتے تھے۔ صاحبِ وحی والہام تھے، رؤیا و کشوف کے نتیجہ میں تصوف کی طرف مائل ہوئے۔ بہت سی پیشگوئیاں کیں اور بہت سے رازوں سے پردہ اٹھایا۔ امام مہدی کے توام ہونے اور چینی الاصل ہونے کی پیشگوئی کی، وفات مسیح، نزولِ مسیح نئے جسم کے ساتھ اور نبوتِ غیر تشریعی کے قائل تھے۔ فرمایا کہ مہدی کے سب سے بڑے دشمن علماء ہوں گے(فتوحات مکیہ)۔
آٹھویں	حضرت امام ابن قیم الجوزی۔ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر۔	ولادت7صفر 691ھ۔ وفات 13 رجب 751ھ۔ عمر 60سال۔ 28 جنوری 1292ء۔ 15 ستمبر 1350ء۔	دمشق (شام)	اعلام الموقعین۔ زاد المعاد فی ہدی خیر العباد(سیرت النبیؐ کی بہترین کتاب ہے جس میں واقعات کے ساتھ فقہی مسائل اور نتائج کا بھی ذکر ہے)۔ شفاء العلیل۔	حنبلی مذہب کے جلیل القدر فقیہ تھے۔ کتاب و سنت سے باہر جانابالکل گوارا نہ تھا۔ قیدو بند کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ مسیحؑ کے جسمانی رفع کو بے بنیاد قرار دیا (زاد المعاد)
نویں	حضرت امام ابن حجر عسقلانی ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی	ولادت12 شعبان773 ھ۔ وفات 8 ذوالحجہ852ھ۔ عمر 79 سال۔ 18 فروری 1372ء۔ 2 فروری 1449ء۔	قاہرہ (مصر)	500 کتب ہیں۔ فتح الباری(شرح بخاری)۔ بلوغ المرام۔ منبہات ابن حجر۔ الاصابہ۔ تہذیب التہذیب۔	نامور محدث، مفسر اور مؤرخ تھے۔ لقب حافظ حدیث۔ حدیث اور فقہ پر خاص دسترس رکھتے تھے۔ کئی بار قاضی مصر رہے۔ فتح الباری حدیث، فقہ اور عقائد کا شاہکار ہے۔الاصابہ اصحاب رسولؐ کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ تہذیب التہذیب روایات حدیث کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔
دسویں	حضرت امام جلال الدین السیوطی ۔ ابو الفضل عبدالرحمان الشافعی۔	ولادت یکم رجب 849 ھ۔ وفات19 جمادی الاول 911ھ۔ عمر 62سال۔ 2 اکتوبر 1445ء۔ 17اکتوبر 1505ء۔	سیوط قاہرہ (مصر)	576 کتب ہیں۔ درمنثور۔ الجامع الصغیر۔ الخصائص الکبریٰ۔ تاریخ الخلفاء۔ مشکلات القرآن۔ تفسیر الاتقان۔	مجدد ہونے کا دعویٰ تھا۔ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے7 علوم تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان اور بدیع میں تبحر عطا فرمایا ہے۔ بہترین مؤرخ بھی تھے۔ حضرت عائشہؓ کا قول ’’قولوا انه خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ‘‘ درمنثور میں ہے۔ فرمایا مسیح موعودؑکے بعد کوئی مجدد نہیں ہو گا۔ وفات مسیح کا ذکر خصائص کبریٰ میں ہے۔ مسیحؑ کو سلام پہنچانے والی حدیث درمنثور میں ہے۔
گیارہویں	حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی ابن شیخ عبدالاحد۔	ولادت14 شوال971 ھ۔ وفات28 صفر1034 ھ۔ عمر 63سال۔ 26 جون 1564ء۔ 10 دسمبر 1624ء۔	سرہند (ہندوستان)	مکتوبات مجدد الف ثانی۔ معارف لدنیہ۔ مبدأ و معاد۔	اکبر کے دین الٰہی اور جہانگیر کی بدرسوم کے خلاف مزاحمت کی۔ مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ علماء کی طرف سے مسیح موعودؑ کی مخالفت کی پیشگوئی کی۔ جہانگیر کو سجدہ کرنے سے انکارکیا اور دکھ اٹھائے۔
بارہویں (1)	اورنگزیب عالمگیر ابو الظفر محی الدین ابن شاہ جہان۔ ہندوستان پر 52 سال حکومت کی۔ 31 جولائی 1658تا 31 مارچ 1707	ولادت 1028ھ۔ وفات1118 ھ۔ عمر 90سال۔ 3 نومبر 1618 ءتا 1 3مارچ 1707ء۔	گجرات (ہندوستان) خلد آباد میں مدفون ہوئے۔	بہت سی کتب مرتب کروائیں۔ فتاویٰ عالمگیری فقہ اسلامی کی بہت بڑی کتاب ہے۔ رقعات عالمگیر (خطوط کا مجموعہ)	مسلمانوں اور ہندوؤں کی بہت سی مشرکانہ رسوم اور بدعات کو ختم کیا۔ فحاشی اور ناچ گانے کا انسداد کیا۔ شراب ،افیون پر پابندی لگائی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے مجدد قرار دیا۔ (خطبات محمود جلد 21 صفحہ 60)۔ بہت خدا ترس اور دیندار بادشاہ تھا۔ حافظ قرآن تھا۔ قرآن لکھ کر اور ٹوپیاں سی کر روزی کا انتظام کرتا تھا۔ اس کے دور میں مغلیہ سلطنت اپنے عروج پر پہنچ گئی۔
(2)	حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ عظیم الدین شاہ ۔ حضرت عمرؓ کی نسل سے تھے۔	ولادت1114 ھ۔ وفات 1176 ھ۔ عمر 62سال۔ 21 فروری 1703ء۔ 20۔اگست 1762ء۔	اتر پردیش دہلی (ہندوستان)	25 کتب ہیں۔ التفہیمات الالٰہیہ۔ الفوز الکبیر۔ حجۃ اللہ البالغۃ۔ الخیر الکثیر۔ فیوض الحرمین۔ ازالۃ الخفا	پہلا ترجمہ قرآن بزبان فارسی کیا۔ عقیدہ ناسخ منسوخ کو 5 آیات تک پہنچایا۔ مجددیت کا دعویٰ کیا۔ مسیح موعودؑ کا زمانہ چراغ دین کے لفظ میں بیان فرمایا(1268)۔ غیر تشریعی نبوت کے قائل تھے۔ مسلمانوں کی سماجی اصلاح کا بہت کام کیا۔ سیاسی لحاظ سے مسلمانوں کو مرہٹوں سے بچانے کے لئے افغانستان سے احمد شاہ ابدالی کو حملہ کی دعوت دی۔ آپ کے ایک بیٹے شاہ رفیع الدین نے اردو میں قرآن کا پہلا ترجمہ کیا۔ سید احمد شہید آپ کے بیٹے شاہ عبدا لعزیز کے شاگرد تھے۔
تیرہویں (1)	حضرت سید احمد شہید بریلوی ابن سید محمد عرفان۔ حضرت علیؓ کی نسل سے تھے۔	ولادت6صفر1201 ھ۔ وفات24 ذیقعدہ1246 ھ۔ عمر 46 سال۔ 29 نومبر 1786ء۔ 6 مئی 1831ء۔	پیدائش: رائے بریلی (ہندوستان) شہادت: بالاکوٹ پاکستان)	تنبیہ الغافلین۔صراط مستقیم(ملفوظات) ملمات احمدیہ فی الطریق المحمدیہ۔ مکاتیب سید احمد شہید۔	امامت کا دعویٰ کیا۔ بدعات کے خلاف تعلیم دی۔ سکھوں کے خلاف جہاد بالسیف کیا۔ شہید مجدد، ارہاص حضرت مسیح موعودؑ۔ تصوف میں طریقہ محمدیہ کی بنیاد ڈالی، جس کا محور صرف سنت نبوی تھی۔
(2)	حضرت عثمان ڈان فودیوؒ۔ فلانی قبیلہ سے تعلق تھا۔ جو عربی النسل ہے۔	ولادت 1159ھ۔ وفات1232ھ۔ عمر 63سال۔	پیدائش: گوبیر وفات: سکوٹو (نائیجیریا)	طریق الجنۃ۔ وثیقۃ الاخوان۔تنبیہ الأمۃ علی قرب ہجوم أشراط الساعۃ۔ مرآۃ الطلاب۔ 150 کے قریب کتب اور 480کے قریب نظمیں عربی، فلانی اور ہاؤسا زبان میں ہیں۔	صاحب کشوف والہام تھے۔ آپ کی پیدائش سے پہلے ملک کے اخیار کو مجدد کی پیدائش کی خبر دی گئی تھی۔ عام تبلیغ کے علاوہ حاکموں اور بادشاہوں کو بھی تبلیغ کی اور ایک منظم جماعت بنائی۔ آپکی جماعت پر پابندیاں بھی لگائی گئیں اور ہجرت بھی کرنی پڑی۔ ایک علاقہ کے حکمران بھی رہے۔ ان کے پیروکار انہیں امیر المؤمنین کہتے ہیں۔ سوکوٹو کا سلطان انکے خاندان سے منتخب کیا جاتاہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے انہیں مجدد قرار دیا۔ (الفضل 26 نومبر 1969)

سدرۃالمنتہیٰ۔ڈنمارک

متحد ہو کر اعلیٰ معیار کے مطابق دعا کرنے کی اہمیت

اس سال کا آغاز بین الاقوامی طور پر سیاسی، امن اور مذہبی لحاظ سے بےچینی اور بدامنی کا باعث ثابت ہوا اور مختلف طبقہ ہائے فکر میں عالمی جنگ چھڑنے کی سرگوشیاں بھی ہونے لگیں۔ اسی دوران متعدد عرب اور مغربی ممالک کے درمیان بڑھتی ہوئی کشیدگی کی خبریں بھی کانوں میں پڑتی رہیں اور پاکستان میں جماعتِ احمدیہ پر روز بروز بڑھتی ہوئی مشکلات بھی سامنے ہی تھیں۔ الغرض ہر دل ایک عجیب سی فکر میں مبتلا تھا کہ چند دن ہوئے میں نے ایم ٹی اے لگایا تو پیارے آقا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ایک کلاس کے دوران جب کسی نے سوال کیا کہ ”حضور حالات کیسے بدلیں گے ؟“ اس سوال کے جواب میں پیارے آقا نے فرمایا : ”میرے دل میں یہی ڈالا گیا کہ اگر سارے احمدی اکٹھے ہوکر تین دن چلائیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے خالص ہوجائیں اور قربانی کریں ، تو تین دن میں انقلاب آسکتا ہے۔“ یہ جملہ سُنتے ہی میرے دل میں شدّتِ جذبات کی لہر دوڑگئی اور کئی روز یہ جملہ میرے ذہن میں گونجتارہا اور میرےضمیر کو جھنجھوڑتا رہا کہ ہم جو آج وقت کے امام کو ماننے اور محسنِ انسانیت ﷺ کے حقیقی پیروکار ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ کیا چیز ہے جو ہمیں اس شدت سے دعائیں نہیں کرنے دے رہی؟ وہ شدّت جس کا ذکر حضورِ انور نے اس جواب میں فرمایا۔ ذہن اسی سوچ میں اُلجھا تھا کہ اپنی کمزوری پر یہ چند اشعار یاد آئے۔

جو اس کی راہ میں مٹ جائے
کیا نفس نہیں وہ پاس میرے؟
جو طوفانوں سے لڑ جائے
کیا دل نہیں وہ پاس میرے؟
جو عشق کی راہیں پار کرے
کیا روح پر نہیں وہ چھاپ میرے؟

پس حضورانور کا یہ فرمان ہم سب کے لئے لمحۂ فکر یہ ہے اور ہمیں دو باتوں کی طرف دعوت فکر دے رہا ہے؛ اوّل یہ کہ کیا ہم احمدی مسلمان ان عبادات کے معیار پر ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کا خلیفہ ہم سے چاہتے ہیں ؟ اور دوم یہ کہ کیا ہم ایک جماعت کی حیثیت سے مل کر ان دعاؤں کی کوششیں کر رہے ہیں جس کی آج ، ان حالات میں ہمیں ضرورت ہے؟اس مقام پر مجھے محسوس ہوا کہ مجھے، آپ کواورہم سب کو اپنا انفرادی اور اجتماعی محاسبہ نفس کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے اندر کیا کیا کمزوریاں ہیں اور ان کمزوریوں کو دور کرنے کی خاطر ایک لائحہ عمل تشکیل دینے کی ضرورت ہے۔

جیسا کہ حضورِ انور نے فرمایا کہ پہلے ہمیں اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنا ہوں گی اور اپنی کمزوریوں کو خدا سے مدد چاہتے ہوئے دور کرنا ہوگا تب ہی اسلام کو دنیا پر غلبہ حاصل ہوگا اور تب ہی دنیا میں انقلاب اور امن برپا ہوگا اور جب اس کوشش اور لگن سے دنیا کے تمام احمدی خدا کے حضور عجز و انکسار سے جھک کر اس کی مدد اور رحم کو طلب کریں ۔ تو ممکن نہیں کہ اس قادر خدا کی محبت جوش نہ مارے اور وہ چند دنوں میں ایک انقلاب پیدا نہ کردے۔ اس تبدیلی کے لئے ہمیں انفرادی و جماعتی طور پر عشرہ نماز کے ساتھ اب ”عشرۂِ تہجد اور عشرہ دعا“ کا بھی انعقاد کرنے کی ضرورت ہے۔ جس میں تمام احباب جماعت خالص ہو کر عالمی امن اور ایک دوسرے کے حق میں بڑھ چڑھ کر دعائیں کریں اور ان دنوں کو محض دین اور ہمدردیٔ انسان کے لئے وقف کردیں۔ کیونکہ ہم نے پانچ وقت نماز پڑھ کر یہ نہیں سمجھ لینا کہ ہم نے اپنا فرض پورا کردیا بلکہ ہمیں نوافل اور مجاہدات کے ذریعہ اپنے اندر ایک نئی روح پیدا کرنی ہوگی جو ہمیں اس خدائے کریم کے قرب کا وارث بنادے۔

چنانچہ آج ہر احمدی کو اس بات کو سمجھنا ہوگا کہ اگر آج دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے اور انسانیت کی حالتِ زار بدل سکتی ہے تو وہ محض انہی عاجزانہ دعاؤں سے ممکن ہے اور جب تک ہم خود کوغفلت و سستی کے اس کنویں سے نہیں نکالیں گے ہم کسی صورت میں دنیا کی مدد نہیں کر سکتے۔ پس یہ انقلاب ایک قربانی چاہتا ہے اور آج میں اپنے آپ سے اور آپ سب سے یہ سوال کرتی ہوں کہ کیا ہم اس قربانی کے لئے تیار ہیں؟ کیونکہ آج وہ وقت آگیا ہے جس کے لئے ہم نے اپنی جان، مال، وقت اور اولاد کو قربان کرنے کا عہد کیا تھا۔ لیکن یہ قربانی سب سے بڑی قربانی ہے، یعنی نفس کی قربانی جو ایک موت اپنے اوپر طاری کرنے کا نام ہے۔

میری خدا کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو خدا کے خلیفہ کے اس حکم پر لبیک کہتے ہوئے اپنی عباداتوں کے معیار بلند سے بلند تر کرتے چلے جانے کی توفیق دے۔ آمین

آئیے آج سے اپنی جماعتوں میں ”عشرہ دعا“ منائیں اور دنیا کو دکھائیں کہ صرف جماعتِ احمدیہ مسلمہ ہی وہ جماعت ہے جو تمام انسانیت سے حقیقی ہمدردی رکھتی ہے اور ”محبت سب کے لئے ، نفرت کسی سے نہیں“ صرف ایک نعرہ نہیں بلکہ ہمارا نصب العین بھی ہے۔

عرفان احمد خان۔جرمنی

100 مساجد کی تعمیر کے حوالے سے اہم سیمینار

جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے جلسہ سالانہ جرمنی سے خطاب کے دوران فرمایا تھا کہ ”میری یہ خواہش ہے کہ جرمنی وہ پہلا یورپین ملک ہو جہاں جماعت احمدیہ کو سو مساجد تعمیر کرنے کی توفیق ملے۔ اور یہ دراصل صدسالہ جشن تشکر کا ایک بہترین رنگ ہوگا۔ صد سالہ جشن تشکر کو منانے کے لئے جرمنی سو مساجد بنانے کا منصوبہ بنایا“۔

(بمقام ناصر باغ۔ 14 مئی 1989ء)

یہ وہ دور تھا جب جماعت احمدیہ جرمنی ابھی اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔ جرمنی کے طول و عرض میں جماعتوں کا قیام تو عمل میں آچکا تھا لیکن پاکستان سے ہجرت کرکے جرمنی میں سکونت اختیار کرنے والے احمدی اپنے مستقل قیام کی اجازت کے حوالے سے محدوش حالات کا سامنا کر رہے تھے۔ لیکن خدا کے قائم کردہ خلیفہ کے منہ سے نکلی بات کو بارگاہ ایزدی میں شرف قبولیت عطا ہوتی اور احمدیوں کے مستقل قیام کے حوالے سے محدوش حالات احمدیوں کے حق میں بہتر ہوتے چلے گئے اور جماعت احمدیہ جرمنی نے اپنے پیارے امام کی خواہش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اقدام اٹھانا شروع کردیئے اور سو مساجد اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کا آغاز کردیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی زندگی میں Wittlich شہر میں مسجد بیت الحمد ۔ Osnabrück میں مسجد بیت البشارت کی تعمیر کے بعد نمازوں کی ادائیگی شروع ہو گئی تھی۔ میونسٹر میں مسجد بیت المومن کی تعمیر بھی حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے عہد خلافت میں مکمل ہوگئی تھی البتہ مسجد کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے دور خلافت کے آغاز 03 مئی 2003ء کو ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بھی وقتاً فوقتاً سو مساجد اسکیم کا جائزہ لے کر ہدایات سے نوازتے ہیں۔ آپ نے دور خلافت کے آغاز میں جماعت جرمنی کو فرمایا تھا کہ ”مسجد کی تعمیر کا جو ٹارگٹ آپ کو دیا گیا۔ جس کو آپ نے قبول کر لیا اس کو پورا کرنے کی کوشش کریں اور اس کو پورا کر نا چاہئے اس سے بہرحال آپ نے پیچھے نہیں ہٹنا۔ انشاء اللہ“

(الفضل انٹر نیشنل 13 جولائی 2006ء)

چنانچہ حضور کی خصوصی توجہ و رہنمائی اور احباب جماعت کی قربانیوں کے نتیجہ میں سو مساجد اسکیم کے تحت 55 مساجد تعمیر ہو چکی ہیں اور 11 مساجد اس وقت زیر تعمیر ہیں اور 34 مساجد کو تعمیر کرنا ابھی باقی ہے۔

کیونکہ یہ ایک وسیع منصوبہ ہے جس میں مقامی آبادی و شہری انتظامیہ کی طرف سے رکاوٹوں کا سامنا کرنے کے ساتھ ساتھ انتظامی دشواریوں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے اس اسکیم کا بار بار جائزہ لینے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 23 اپریل 2017ء کو بیت السبوح میں نیشنل مجلس عاملہ ۔ لوکل و ریجنل امراء اور جرمنی کی تمام جماعتوں کے صدر صاحبان کے ساتھ جو میٹنگ کی تھی اس میں عہدیداران کو عمومی ہدایات کے علاوہ سو مساجد اسکیم اور اسکے بجٹ کا بھی تفصیل سے جائزہ لے کر مفصل ہدایات سے نوازا۔ اس بارے میں حضور کی ہدایات کے چنیدہ نکات کچھ اس طرح ہیں۔

1۔ جن جماعتوں نے مساجد کی تعمیر کے حوالے سے پہلے قربانی دی ہوئی ہے اور ایک ملین دے دیا ہوا ہے یا پانچ ملین یا 6 ملین دے دیا ہے۔ پہلی ترجیح ان جماعتوں کو دینی چاہئے تھی۔

2۔ ترجیحات کا سسٹم بنا چاہئے کہ کس کس جماعت نے کتنے کتنے پیسے دے دیئے ہیں اور اگر کسی خاص وجوہات کی بناء پر کوئی مسجد بنا رہے ہیں تو وہ وجوہات پتہ ہونی چاہیئے کہ کیوں ترجیح دی جا رہی ہے۔

3۔ اب کسی بھی ایسی جگہ مسجد تعمیر نہیں ہوگی جہاں جماعت نہیں ہے۔ پہلے ان علاقوں کو ترجیح دی جائے گی جہاں ہماری جماعت کی زیادہ تعداد ہے۔

4۔ اُسی وقت تعمیر کا کام شروع ہوگا جب لوگوں نے جو وعدے کئے ہیں اس کا کم از کم 90 فیصد ادا کردیں۔

5۔ عمومی ہدایات میں حضور نے فرمایا کہ اپنے آپ کو خادم دین سمجھیں اور خادم دین سمجھ کر کام کیا کریں۔ عہدیدار سمجھ کر کام نہ کریں۔ عہدیداری یا افسری کا جو تصور پیدا ہوتا ہے اس سے جماعت کے افراد کو شکوے پیدا ہوتے ہیں۔ آپ ہر ایک کے خادم ہیں۔ اپنے اندر عاجزی پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو یہی فرمایا ہوا ہے کہ تیری عاجزانہ راہیں اُسے پسند آئیں۔ عاجزی اصل چیز ہے جو آپ کو اصل مقام اور مرتبہ دیتی ہے۔ اور آپ کی عزت قائم کرتی ہے۔

6۔ مسائل کو پیار سے محبت سے حل کرنا آپ کا کام ہے۔ مسائل کو رعب سے یا طاقت سے حل کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔

حضور انور کے ان ارشادات اور ہدایات کی روشنی میں سو مساجد کا بار بار جائزہ لیا جاتا رہا۔ جماعت جرمنی کی کوشش ہے کہ جرمنی میں جماعت کے قیام کو ایک سو سال گزرنے پر 2023ء تک سو مساجد تعمیر کرنے کا ٹارگٹ مکمل کر لیا جائے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ جرمنی اکتوبر2019ء سے قبل سو مساجد اسکیم میں بعض انتظامی تبدیلیاں کرکے دورہ کے دوران حضور سے ان کی منظوری حاصل کی گئی۔ شعبہ جائیداد میں مکرم حافظ مظفر عمران اور مکرم راشد ارشد خان کا تقرر بطور ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد برائے سو مساجد عمل میں لایا گیا۔ اس کے علاوہ حضور انور نے جماعت جرمنی کی طرف سے تجویز کردہ دو امور کی بھی منظوری عطا فرمائی جن کے تحت مسجد کی تعمیر کے لئے مقامی جماعت پلاٹ کی قیمت خرید کا 80 فیصد ادا کرے گی اور جب مقامی جماعت مسجد کی تعمیر کے اخراجات کا 40 فیصد ادا کردے تو تعمیر کا کام شروع کردیں۔

ایڈیشنل سیکرٹریان جائیداد برائے سو مساجد نے اپنے رفقاء کے ساتھ ملکر تعمیر مساجد کا کام 2023ء تک مکمل کرنے کے لئے ایک جامع منصوبہ بنایا۔ اس منصوبہ پر احباب سے مزید مشورہ کرنے کے لئے مورخہ 26 جنوری بروز اتوار ایک روزہ سیمینار بیت السبوح فرینکفرٹ میں منعقد کیا گیا۔ جس میں جرمنی کی 60 منتخب جماعتوں کے صدر صاحبان یا سیکرٹریان جائیداد کو مدعو کیا گیا تھا۔ سیمینار کے چناؤ میں اُن بڑی جماعتوں کو نمائندگی دی گئی جن کے ہاں ابھی مسجد تعمیر نہیں ہوئی یا وہ جماعتیں جنہوں نے سو مساجد اسکیم میں نمایاں مالی قربانی کی توفیق پائی ہے۔

اس خصوصی سیمینار کی صدارت مکرم صداقت احمد مبلغ انچارج جرمنی نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مع اردو ، جرمن ترجمہ کے بعد مکرم صداقت احمد نے اپنی تقریر میں حاضرین کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے 5 ہزار سال

باقی صفحہ8پر

شیخ مجاہد احمد شاستری۔ قادیان

اسلام کی تعلیم کی طرف قدم۔ہندوؤں کی کھاپ پنچایت کا فیصلہ

جن لوگوں کو ہندوستان کے صوبہ ہریانہ، راجستھان اور اُترپردیش جانے کا اتفاق ہوا ہے یا وہ وہاں کے کلچر کے متعلق کچھ معلومات رکھتے ہیں، وہ اس بات سے ضرور واقف ہوں گے کہ ان صوبوں میں عموماً اور ہریانہ میں خصوصاً ”کھاپ“یا ”سرب کھاپ“ پنچایتوں کی بڑی اہمیت ہے۔ ”یہ ایک سماجی ایڈمنسٹریشن سسٹم اور تنظیمیں ہیں“ جو ہندوستان کے ان صوبوں میں پرانے زمانہ سے رائج ہیں۔ یہ جھگڑوں کا کورٹ کچہری سے باہر بیٹھ کر نپٹارہ کرتی ہیں۔ تاریخ سے معلوم ہو تا ہے کہ اس جمہوری سسٹم کو بنیاد مانتے ہوئے مہاراجہ ہرش وردھن نے 643ء میں ”سروکھاپ“پنچایت سسٹم شروع کیا تھا۔ ویسے تو کھاپوں کا وجود مہاراجہ ہرش وردھن کے زمانہ سے مانا جاتا ہے لیکن سترول کھاپ اس سے بھی پرانی بتائی جاتی ہے۔

مہاراجہ ہرش وردھن کے زمانہ میں اس خطہ کے سات گاؤں باس، اگالن، کھاڑا کھیڑی، پیٹواڑ، تھورانہ، بڑھ چھپڑا اورنارنوند آباد تھے۔ اس وقت ان دیہاتوں میں آپس میں بھائی چارہ بناتے ہوئے سترول کھاپ بنائی گئی تھی۔ رفتہ رفتہ اس کے دیہات کی تعداد بڑھتی گئی اور اس وقت سترول کھاپ میں42دیہات شامل ہیں جو چار پتوں (ضمنی شاخاؤں) میں بٹی ہوئی ہیں“

(روزنامہ ہند سماچار 22۔اپریل 2014ء صفحہ 2)

کچھ عرصہ پہلے سترول کھاپ کی شادی بیاہ کے متعلق اخبارات میں ایک اہم خبر شائع ہوئی۔ جس کا تعلق ہندو مذہب کی قدیم روایت سے ہے۔ چونکہ یہ فیصلہ ہندو مذہب کے تمدن و تاریخی روایات میں ایک اہم تبدیلی تھی اس لئے اس خبر کو تمام بڑے اخبارات نے شائع کیا ہے۔ روزنامہ اخبار دینک سویرا جالندھر نے اپنی اشاعت21۔اپریل 2014ء کے صفحہ 1 پر اس خبر کو شائع کرتے ہوئے لکھا کہ

سترول کھاپ نے بدلی 650 سال پرانی روایت، بھائی چارہ والے 42 گاؤں کر سکیں گے آپس میں شادیاں۔

حصار 20۔اپریل نے لکھا کہ”ہریانہ میں حصار ضلع کے نارنود علاقہ کے 42گاؤں کے سترول کھاپ نے آج تاریخی فیصلہ کرتے ہوئے 650 سال سے چلی آرہی روایت کو بدل دیا۔ کھاپ کی نارنود میں ہوئی مہاپنچایت میں لئے گئے فیصلہ میں ان 42 گاؤں میں آپس میں لڑکے لڑکیوں کا رشتہ کرنے پر 650 سال پہلے لگائی گئی پابندی کو ہٹا لیا گیا ہے۔ مہاپنچایت میں لئے فیصلہ کے مطابق اب ان 42 گاؤں کے لوگ اپنے گاؤں پڑوسی گاؤں اور گوتر کو چھوڑ کر کسی بھی گاؤں میں اپنے لڑکے، لڑکیوں کی شادی کروا سکتے ہیں۔ کھاپ کا یہ فیصلہ ہریانہ کی دوسری کھاپوں کے لئے بھی نمونہ کا کام کرے گا۔ علاوہ سترول کھاپ نے انٹر کاسٹ شادی کو بھی اپنی منظوری دے دی ہے۔

ایک وقت تھاجب ہندوؤں کی جانب سے مسلمانوں پر یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ مسلمان اپنے بھائیوں سے شادیاں کر لیتے ہیں۔ یعنی مسلمانوں میں ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد، اسی طرح چچازاد بھائی بہنوں کی شادیاں ہو تی ہیں، جو ہندوؤں کو معیوب لگتی تھیں۔ آج بھی ہندوستان کے کئی صوبوں میں اس طرح کی شادیوں کو ہندو طعنہ کا نشانہ بناتے رہتے ہیں ۔ لیکن اس فیصلہ نے بتا دیاکہ انسانی قانون بنانے والے جتنے بھی عمدہ قوانین بنا لیں اپنی سوچ کو جہاں تک بلند کر لیں لیکن اُس میں خامیاں اور کمیاں ضرور رہتی ہیں۔ اور ایک وقت آتا ہے کہ وہ قوانین جو کسی زمانہ میں بہتر اور اعلیٰ گنے جاتے تھے آئندہ آنے والی نسلیں اسے ترک کرنے کا فیصلہ کرلیتی ہیں۔صرف اسلام ہی ایک کامل اور مکمل مذہب ہے جس کی تعلیمات قیامت تک کے لئے رہنمااور قابل تقلید ہیں۔ اسلام نے شادی بیاہ کے متعلق جو تعلیم دی ہے وہ انتہائی پُر حکمت ہے۔ اسلام نے جن عورتوں سے شادی کی ممانعت کی ہے اُس کی فلاسفی انتہائی پُر حکمت ہے۔ اسلام سلسلہ رحم ، سلسلہ نسب، سلسلہ صہر کا احترام کرتے ہوئے شادی بیاہ کے متعلق واضح ہدایات دیتا ہے کہ ان ان عورتوں سے شادیاں منع ہیں اس کے علاوہ دیگر عورتوں سے کوئی مرد شادی کر سکتا ہے۔ اسلام رسموں کو توڑتا ہے اور شادی بیاہ کے متعلق بھی اسلام کے قوانین واضح اور فطرت کے عین مطابق ہیں۔

ہندوؤں کی جانب سے اسلام میں عم زاد بھائیوں کے ساتھ شادی پر جو اعتراض کیا جاتا ہے خود ہندو مذہب کے عظیم رہنما شری کرشن جی کا عمل ہندوؤں کی تردید کرتا ہے۔ شری کرشن جی مہاراج کو ہند وقوم انتہائی عزت اور احترام سے دیکھتے ہیں۔ سناتن دھری تو اُن کو خدا کا اوتار تسلیم کرتے ہیں یعنی اُن کے نزدیک خداتعالیٰ ہی خود شری کرشن کا جامہ پہن کر انسان کی شکل میں دنیا میں ظاہر ہوئے ہیں۔ آریہ سماجی بھی اُن کی عزت کرتے ہیں اور انہیں ”یوگی راج“ اور ”یوگیشور کرشن“ کہتے ہیں۔ مشہور آریہ سماجی لیڈر لالہ لاجپت رائے تحریر کرتے ہیں کہ

”کرشن جی مہاراج نہ فقط سچے عشق اور محبت اور بیرتا کا ہی نمونہ تھے بلکہ وہ دھرم کے اپدیشا بھی تھے۔ انہوں نے ایسے وقت میں جنم لیاجب کہ ایک طرف ویدک دھرم کی ناؤ جھوٹے ویراگ اور دوسری طرف ملحدانہ خیالات اور فلاسفی کی لہر میں بہی جارہی تھی اور دھرم کی میزان اپنے مرکز پر قائم نہ تھی۔ کبھی جھوٹے ویراگ کا اور کبھی خشک فلاسفی کاپلڑا بھاری ہو جاتا تھا۔ ویراگ اور اس فلاسفی کو عدل میں رکھنا نا ممکن تھااور چونکہ اُن کو ایسے وقت میں دھرم کا اُپدیش کرنا پڑا اس لئے ان کا جیون ایک اعلیٰ اُپدیشا کا آدرش تھا۔“

(سری کرشن اور ان کی تعلیم صفحہ 6)

اس سے معلوم ہو تا ہے کہ شری کرشن جی مہاراج کو نہ صرف سناتن دھرمیوں میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے بلکہ آریہ سماجی بھی انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آریہ سماجیوں کی طرف سے کئی آدمیوں نے شری کرشن جی کی سوانح عمریاں لکھی ہیں،جن میں مشہور آریہ سماجی مناظر پنڈت چموپتی کی ”یوگیشور کرشن“اور ڈاکٹر بھوانی لال مشر کی”شری کرشن چرتر“معروف ہیں۔

شری کرشن جی کے متعلق تمام ہندو اس بات پر متفق ہیں کہ آپ دھرم کے دوبارہ قیام کی غرض سے دنیا میں مبعوث ہوئے تھے۔ بے شک بعد کے زمانہ میں اُن کے درجہ کو اُن کے متبعین نے بڑھا دیا اورانہیں خدائی کے منصب پر بٹھا دیا۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ آپ مذہب کو دوبارہ اُس کی جڑوں پر قائم کرنے کیلئے آئے تھے۔ آپ نے خود بیان کیا ہے کہ ”میں دھرم کو قائم کرنے کے لئے آیا ہوں“ (گیتا ادھیائے 4شلوک نمبر 8) اسی طرح آپ نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جو لوگ میرے نقش قدم پر چلیں گے وہ کامیاب ہوں گے (گیتا ادھیائے 18شلوک نمبر 66)

جو لوگ میرے مسلک اور طریق سے انحراف کریں گے وہ ہلاک ہوں گے۔ (گیتا ادھیائے 18شلوک 59)

شری کرشن کی سوانح عمری میں یہ بات واضح طور پر لکھی ہوئی ہے کہ انہوں نے اپنی بہن سبھدرا کی شادی اپنے حقیقی پھوپھی کے لڑکے ارجن سے کی۔ چنانچہ لالہ لاجپت رائے صاحب نے شری کرشن جی کا نسب نامہ تحریر کرتے وقت شری کرشن جی کے بزرگوار والد واسو دیو جی کو ارجن کی ماں کنتی کو حقیقی بہن بھائی قرار دیا ہے۔ شری کرشن کی سوانح عمری کے مطالعہ سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ سبھدرا اور ارجن کی شادی کو کروانے میں شری کرشن جی کا خاص کردار رہا ہے ۔ آپ دل سے چاہتے تھے کہ سبھدرا کی شادی ارجن کے ساتھ ہو جائے۔

شری کرشن جی کے اس واقعہ سے بات واضح ہوجاتی ہے کہ ہندوؤں کے پراچین بزرگوں اور تاریخ سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ اُس زمانہ میں ماموں زاد بہن سے شادی بیاہ کرنے کا رواج تھااور معاشرہ میں اس کو برا تسلیم نہیں کیا جا تا تھا۔ اس قسم کی شادی معاشرہ میں معیوب ہوتی تو ارجن اپنی ماموزاد بہن سے شادی کے لئے شری کرشن جیسے مقدس انسان سے اصرار نہ کرتے۔ اسی طرح ارجن اور سبھدرا کی شادی میں تمام رشتہ داروں کا راضی ہونا بھی اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ پرانی ہندوستانی تہذیب میں حقیقی بہن پھوپھی زاد سے بیاہی جاتی تھی اور پراچین زمانہ میں اس کا رواج عام تھا۔ بقول ہندو شری کرشن جی کاہر کام مذہب کے مطابق تھا لہٰذاآج کون کہہ سکتا ہے کہ شری کرشن جی کا یہ فعل مذہب کے خلاف تھا۔ ارجن اور سبھدرا کی اس شادی کا ذکر ہندوؤں کی مشہور کتاب مہابھارت میں بھی موجود ہے۔

آج اگر ہمارے ہندو بھائی اس رواج کو معیوب سمجھتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے پراچین رشیوں اور منیوں کا مسلک اور طریق بھول چکے ہیں۔ خود ہندو علماء اور وِدوان اس بات کا اقرار کرتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ موجودہ ہندو مذہب کے اصل راستہ سے بھٹک چکاہے۔ پُرانے حوالوں کو اگر چھوڑ دیا جائے توبطور نمونہ صرف ایک نیا حوالہ پیش ہے۔ اخبار ستیہ سودیش ہندی مطبوعہ پٹھانکوٹ بتاریخ 24۔اپریل صفحہ15میں ”اُنّی رُودرہ جوشی شتّاپو“ صاحب اپنے مضمون ”برہم ہی ستیہ ہے“، میں بزبان ہندی لکھتے ہیں کہ:

”عہد وسطیٰ کے ہندوؤں کو دوبارہ ویدوں اور توحید کی طرف اور موڑنے کی مسلسل کوششیں ہوئیں، لیکن سبھی ناکامیاب ہوئیں۔ زمانہ حال میں برہم سماج،آریہ سماج جیسی تنظیموں نے ہندوؤں کو مورتی پوجا کرم کانڈ اور طرح طرح کے دیوتاؤں کو پوجنے سے روکنے کی بہت کوشش کی مگر وہ سب بھی ناکامیاب ہوئے، کئی سادھوں سنت ہوئے جنہوں نے کہا کہ سب کا مالک ایک ہی ہے، لیکن ہندو اب راستہ سے بھٹک گیا ہے“

اس لئے آج ضروری ہے کہ ہم آج کے ہندوؤں کا کردار اور عمل نہ دیکھیں بلکہ شری کرشن جی مہاراج کے عمل اور نمونہ کو مدنظر رکھیں جنہوں نے خود ماموں زاد اور پھوپھی زاد بھائی بہنوں میں شادی کروائی، اور اپنا نمونہ قائم کیا۔ سترول کھاپ پنچایت کا یہ فیصلہ دراصل اسلام کی تعلیم کی فوقیت کو تسلیم کرنے کی جانب ایک بڑھتا ہوا قدم ہے۔

زکریا ورک۔کینیڈا

ابوریحان البیرونی۔ موازنہ ادیان کا بانی

ایشیا میں جب پہلا ہزار سال ختم ہونے کو تھا تو وہ وقت علم و فضل ، تجارت اور جنگوں کے ضمن میں ولولہ انگیز تھا۔ ایک ہزار واں سال ختم ہونے کو تھا جب ایشیا میں ابن سینا جیسا عبقری انسان تولد ہوا، اور یورپ میں ابن رشد جیسا نابغہ روز گار فلسفہ و حکمت کے فلک پر نمودار ہوا تھا۔ یہی وہ وقت تھا جب امام الغزالیؒ نے احیاء العلوم جیسی معرکۃالآراء کتاب زیب قرطاس کی اورابن الہیثم نے کتاب المناظر جیسی مبسوط کتاب رقم کی تھی۔ اس دور سے دو سو سال قبل بغداد میں اس عہد ساز ترجمہ کی تحریک کی ابتداء ہوئی جب فارسی، عبرانی، شامی اور یونانی کتابوں کے تراجم عربی زبان میں کئے گئے۔ اسلامی دور حکومت میں مختلف علوم جیسے اسٹرانومی، الجبرا،ریاضی، فلاسفی، منطق، علم الادویاء میں کتابیں لکھے جانے کے علاوہ نئی نئی دریافتیں کی گئیں۔ یہ بات خاص طور پریاد رکھنے کی ہے کہ اس دور میں البیرونی (م13دسمبر 1048ء)نے پہلی بار موازنہ ادیان پر قلم اٹھا یا تھا۔

آج کے دور میں جبکہ شدت پسندی کا مشرق و مغرب میں دور دورہ ہے وقت کا تقاضا ہے کہ بین المذاہب ہم آہنگی کے لئے فضا ہموار کی جائے۔ مذاہب کا مطالعہ اس نقطہ نظر سے کیا جائے کہ امن کی فضا قائم ہو، مذاہب کے پیروکاروں میں پیار جنم لے اور انسانیت کا عَلم ہر جگہ لہرائے۔ اس ضمن میں تقابلہ مطالعہ ادیان کے مؤسس ابوریحان البیرونی کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔

ادیان کی تاریخ

ادیان کی تاریخ کا مطالعہ کوئی پرانا علم نہیں ہے۔ یورپ میں گیارھویں اور بارھویں صدیوں میں یو نیورسٹیوں کا آغاز ہوا تو اس وقت ان کا بنیادی مقصد دینی علوم کی تعلیم سے طالب علموں کو آراستہ کرنا تھا۔ ان کو اپنے مذہب کے سوا کسی اور مذہب سے کوئی سروکار نہ تھا۔اگر مذاہب کا مطالعہ کیا ہی جاتا تو اس کا مقصد ایسے ادیان کا مطالعہ تھا جو مسلمہ عقائد کے بر خلاف، گمراہ کن اور کذب تھے۔ تھیولوجی اور ادیان کے مطالعہ کے مابین فرق سمجھنا بعض دفعہ مشکل ہوتا ہے۔ تھیولوجی یعنی عقائد کا مطالعہ ایک صاحب ایمان دوسرے مومن کو سکھا سکتا تا نجات کا ذریعہ حاصل ہو جبکہ موازنہ ادیان میں مذہب کا تجزیہ متعدد نقطہ ہائے نظر سے کیا جاتا، عالمی ادیان کے عقائد، اخلاقیات، میٹا فزکس، نجات کی ماہیئت اور حصول کا موازنہ کیا جاتا تاکہ انسانی تجربہ کو سمجھا جا سکے۔ ادیان کے مطالعہ میں تاریخ، سوشیالوجی، لٹریچر اور دیوتاؤں کی خیالی کہانیاں شامل ہیں۔ ان میں مشرق وسطیٰ، ایرانی، افریقن، ہندوستانی، ایسٹ ایشین، امریکن، اور قدیم یونانی ادیان شامل ہیں۔

یورپ میں جرمن ماہر لسانیات و ہندویات میکس میولر(Max Muller 1823-1900) کی کتابوں اور ما ہر مصریات سی پی ٹیل C.P. Tealeکی کتابوں اور لیکچرز کی وجہ سے موازنہ ادیان کا آغاز ہوا تھا۔

البیرونی کا مختصر تعارف

البیرونی کی ولادت سینٹرل ایشیا کے ملک ازبکستان کی قدیم ریاست خوارزم کے دارالخلافہ کاث (ازبک) میں ہوئی تھی ۔ 1957ء میں کاث کا نام البیرونی کی یاد میں بیرونیہ میں تبدیل کر دیا گیا۔ ریاست خوارزم اس وقت ازبکستان، ترکمانستان، کازقستان میں تقسیم شدہ ہے۔اس کی اوائل زندگی کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں ملتیں۔ اس کو فطری طور پر علم ہیئت میں خاص شوق تھا چنانچہ17سال کی عمر میں اپنے آبائی شہر کا عرض بلد معلوم کیا تھا۔ یہ در اصل علم جغرافیہ سے اس کے دائمی شوق کی خشت اول تھی۔

آرام و شانتی سے کتابوں کے مطالعہ اور ان کو قلم بند کرنے کا یہ سلسلہ995ء کو ختم ہو گیا جب محمود غزنوی نے اس کے آبائی شہر پر حملہ کر کے اس کو یرغمال بنا لیا۔سلطان محمود غزنوی کو اپنی سلطنت کے لئے البیرونی جیسے اہل علم اور سفارت کاروں کی ضرورت تھی۔ جلد ہی البیرونی غزنہ (افغانستان) پہنچ گیا۔ زندگی میں چھ شہزادوں کی خدمت پر مامور رہا، مگر سیاست اور سکالر شپ کو اس نے ہمیشہ جداجدا رکھا۔

البیرونی جامع العلوم شخص تھا جس نے اسٹرانومی، ریاضی، جیوگرافی، علم مساحت یعنی جیوڈیسی، منرلوجی، فارماکالوجی، ہسٹری میں زبردست کارنامے سرانجام دیئے۔ ہندوستان اور ہند وکلچر پر اس کی کتاب تاریخ الہند تو اس کا زندہ جاوید کارنامہ ہے۔ البیرونی نے تمام کتابیں فارسی اور عربی میں قلم بند کی تھیں اور سنسکرت سیکھنے کیلئے اس نے بڑی جانفشانی سے محنت کی تھی تو ہندوستان کے مذاہب کا مطالعہ ان کی زبان میں کیا جا سکے۔ البتہ اس کو متعدد زبانوں پر عبور حاصل تھا۔ سیاسی امور سے نپٹنے کے علاوہ اس نے بڑی جانفشانی سے 146 کتابیں زیب قرطاس کی تھیں جن میں 95کا تعلق ہیئت اور ریاضی کے علوم سے تھا۔ اس دور کے مسلمان سکالرز کا خیال تھا کہ ممکن ہے زمین حرکت کرتی ہے جہاں تک البیرونی کا تعلق ہے اس نے تسلیم کیا کہ وہ اس آئیڈیا کو نہ تو صحیح اور نہ ہی غلط ثابت کر سکتا البتہ اس کے خیالات زمین کی حرکت کے حق میں تھے۔

البیرونی اعلیٰ پایہ کا فلاسفر بھی تھا۔ البیرونی کے دور حیات تک مسلمان یونانی فلاسفروں کے خیالات سے کلی طور پر آگاہ ہو چکے تھے، کیونکہ یونانی کی متعدد کتابیں عربی میں ترجمہ کی جا چکی تھیں۔ مسلمان سکالرز ارسطو اور افلاطون کے نظریات کو قبول کرنے لگے تھے جس کی وجہ سے ان کے اذہان میں سوالات پیدا ہونے لگے کہ خدا کی ماہیت کیا ہے؟ خدا کی قدرت، کائنات کا آغاز اور تخلیق، الہام کی نوعیت جیسے سوالات اور متنازعہ نظریات کو اسلامی عقائد کے مطابق ڈھالنا ایک مسئلہ بن چکا تھا۔ بحیثیت فلاسفر البیرونی کے ہم عصر ابن سینا کو زیادہ اہم مقام حاصل ہے۔ البیرونی اور ابن سینا دیگر علوم میں ہم پلہ تھے اور دونوں کے درمیان سوال و جواب کی صورت میں خط و کتابت ہوئی تھی۔ کتابی صورت میں یہ ابھی تک الا سئلہ والاجوبہ کے نام سے محفوظ ہے۔

(کتاب نامور سائنسدان ابو ریحان البیرونی از قلم زکریاورک میں صفحات 191-194، پراٹھارہ سوالات درج ہیں)

موازنہ ادیان

البیرونی سے قبل کئی ایک سکالرز نے موازنہ ادیان کا مطالعہ کیا تھا لیکن ان میں سے اکثریت کا تعلق یا تو اس گروہ سے تھا جس نے برگشتہ فرقوں یا ادیان کا مطالعہ کیامحض ان کو برا کہنے یا چٹخارے لینے کیلئے کیا۔ دوسرا گروہ یا پھر وہ تھا جس نے ادیان کا مطالعہ کیا مگر ان کے مابین لطیف حدفاصل کو سمجھ نہ پائے۔ اس ضمن میں البیرونی نے ابو العباس ایران شہری کا ذکر کرتے ہوئے کہا: ”وہ کسی موجودہ دین پر یقین نہیں رکھتا تھا لیکن ایک ایسے دین کا واحد پیروکار تھا جس کا وہ موجد تھا اور جس کی تشہیر و اشاعت کی اس نے کوشش کی۔“

اس بات میں دو رائے نہیں کہ موازنہ ادیان کے مطالعہ Comparative Study of Religionکی داغ بیل البیرونی نے ڈالی تھی جس نے چھ ادیان زرتشت، یہودیت، جین‌ازم، ہندوازم، عیسائیت اور اسلام کے عقائد اور اعمال practices،کاموازنہ پہلی بار پیش کیا تھا۔ البیرونی نے تمام ادیان کے عقائد، رسومات، رواج، تہواروں کو دیانت داری اور بغیر تعصب کے پیش کیا، اس حد تک کہ ہر دین کی شناخت برقرار رہے۔ دین کے بارے میں اس کی اپروچ معروضی تھی جس کی وجہ سے اس کی شہرت آج تک برقرار ہے۔ اس نے کہا ان جملہ ادیان کو جیسے کے وہ تھے سمجھا اور پرکھا بجائے اس کے کہ ان کے عقائد کو غلط یا براکہا جائے۔ البیرونی کا کہنا تھا کہ تمام کلچرز آپس میں دور سے کہیں جا کر دیگر کلچرز سے منضبط یا منسلک ہو جاتے کیونکہ یہ بہر حال انسان کے ہی بنائے ہوئے ہیں۔

آرتھر جیفری البیرونی کی موازنہ ادیان میں کنڑی بیوشن کے بارے میں لکھتا ہے:

ترجمہ: البیرونی کی ادیان کے مطالعہ میں کنڑی بیوشن اس کے دور میں نادر اور اس کے اپنے دین کی تاریخ میں بے مثال ہے۔ اس کیلئے اس نے ایسے سائنسی اصول وضع کئے جیسے مکملیت، درستی، اور غیر جانبدارانہ طریقہ۔

موازنہ ادیان کے ضمن میں البیرونی رقم طراز ہے۔

”عیسائیت سے قبل یونانیوں کے بھی وہی عقائد و افکار تھے جو ہندوؤں کے ہیں۔ ان کے طبقہ علماء کا طریقہ فکر بھی ہندو علماء جیسا تھا اور یونانی عوام ہندو عوام کی طرح بت پرستانہ خیالات رکھتے تھے۔ لیکن یو نانیوں میں کچھ ایسے حکماء پیدا ہوئے جنہوں نے حقیقت کو ایسی خرافات سے پاک کیا۔ اس سلسلے میں سقراط کا نام قابل ذکر ہے جس نے اپنی قوم کے عوام کی مخالفت کی اور حق پر قائم رہنے کی پاداش میں جان دی۔“

(البیرونی کا ہندوستان، مرتبہ قائم الدین احمد، اردو ترجمہ عبد الحی 2005ء صفحہ32، اردو بازار لاہور)

موازنہ ادیان کے ضمن میں البیرونی کی دو کتابوں کا احوال بیان کر نا لازم ہے یعنی کتاب آثار الباقیہ اور تاریخ الہند۔

کتاب آثار الباقیہ

البیرونی نے اپنی سب سے پہلی کتاب آثار الباقیہ عن القرون الخالیہ (Chronology of Ancient Nations)جرجان میں قیام کے دوران999ء میں تالیف کی تھی۔ اس کے لکھے جانے کی وجہ اس نے خودبیان کی: ”ادباء میں سے ایک صاحب نے مختلف قوموں کی تواریخ کی کیفیت، ان کے اصول میں اختلاف کی وجہ مجھ سے دریافت کی۔ یعنی تاریخیں کہاں سے شروع ہوتی ہیں اور ان کے حصے یعنی سال اور مہینے جن پر مبنی ہیں کیا ہیں؟ کیا اسباب تھے جن کی وجہ سے اختلاف پیش آیا۔ نیز کون کون سے مشہور تہوار، میلے اور یادگار ایام مخصوص اوقات اور رسوم وغیرہ ہیں جو مختلف قوموں میں رائج ہیں“

(البیرونی، از سید حسن برنی صفحہ1927-43ء)

یہ کتاب دور ماضی کے اہم تاریخی، مذہبی، اور علمی مسائل پر ایک تنقیدی تاریخ ہے جس میں مختلف تہذیبوں یعنی شامی، ایرانی، یونانی، عبرانی، نصرانی، صابی، زرتشتی، عرب اور اہل یہود کے کیلنڈروں، اور تہواروں کا ذکرکرکے بتایا کہ بعض اقوام نے کیوں بعض اوقات اور موسم اپنے میلوں اور تہواروں کیلئے مقرر کئے۔ کتاب میں بارہ ادیان اور دینی کمیو نٹیز کا ذکر کیا گیا جس کی اکثریت کا تعلق ہندو دھرم سے ہے۔ بدھ مت کے بارے میں زیادہ معلوما ت نہیں دی گئیں کیونکہ اس وقت شمالی ہندوستان سے یہ مذہب ختم ہو چکا تھا۔ کتاب کے21 ابواب ہیں۔ آٹھواں باب مدعیان نبوت اور ان کی امتوں کی تاریخیں، مہاتمابدھ، مانی، مزدک بن ہمداد، مسیلمہ، بہافریذ بن ما ہ فروزین، ہاشم بن حکیم المعروف ابن المقفع، حسین بن منصور حلاج، ابی زکریا الطمامی اور ابن ابی الغراقر کے حالات زندگی۔ درج ذیل اقوام کے تہواروں اور صیام کا ذکر کیا گیا ہے: ایرانی، سغدین، اہل خوارزم، یونانی، اہل یہود، ملکیہ Melkite، نصرانی، جیوش پاس اوورPassover، کرسچین لنٹLent، نصاری نسطوریہ Nestorian Christian،قدیم مجوسیوں اور صابیین، قبل از اسلام عرب قوم اور مسلمان۔

(نامور سائنسدان البیرونی، از قلم زکریاورک 74، کتابی دنیا،دہلی 2007ء)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

کتاب کی خصوصیات کے متعلق سید حسن برنی رقم طراز ہیں:

”کتاب کو دیکھ کر مبصر کو حیرت ہوتی ہے کہ سوانو سو سال پہلے کس طرح کوئی مصنف ایسے عالمانہ اور محققانہ طور پر اس تصنیف کو لکھ سکتا تھا۔ کسی مضمون کی روایات کو جمع کرنا، تنقیدی نظر سے اس کے ہر پہلو کو جانچنا، ہر ایک کی صحت و عدم صحت پوری تحقیقات کے بعد صحیح فیصلہ صادر کرنا، البیرونی کے آثار (الباقیہ) کے ایسے خصائص ہیں جو اس کی ہر تصنیف کو دیگر تصنیف سے ممتاز کرتے ہیں۔ جا بجا ریاضی کی مدد سے معاملات کو پرکھا ہے اور موشگافی کے نئے نئے طریقوں سے کام لیا ہے۔ البیرونی نے آتش پرستوں کی نہایت عمدہ تقویم، عید نوروز، اور تہواروں کی کیفیت آثار میں تحریر کی ہے جو فی زمانہ قابل قدر چیز ہے۔“

(البیرونی ، از سید حسن برنی ، صفحہ148)

تاریخ الہند

البیرونی کی مشہور زمانہ کتاب جس کی وجہ سے اس کو موازنہ ادیان کا بانی کہا جاسکتا ہے وہ تحقیق مع للہند من مقولہ مقبولہ فی العقل او مرذولہ تھی۔ عام طور پر اس کو کتاب الہند کہا جاتاہے۔ انگلش میں ترجمہ دو جلدوں پر مشتمل ہے جس کے چھ صد صفحات ہیں۔ بعض سکالرز نے اس کو سوشیالوجی کی کتاب کہا ہے جبکہ کو لمبیا یو نیورسٹی نیویارک کے پروفیسر جارج صلیبا Saliba نے اس کو نسلی جغرافیہ کہا ہے۔ کتاب کے جرمن اور انگلش تراجم سا خاؤ نے کئے اور ان کو طبع بھی کروایا۔

کتاب تاریخ الہند کا تعارف یوں لگتا ہے جیسے عہد حاضر کے کسی جدید کتاب کا دیباچہ ہے۔ کتاب کے81، ابواب ہیں۔ مضامین کی گونا گوں فہرست دیکھ کر انسان بے ساختہ کہہ اٹھتا کہ البیرونی نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ اس نے اپنے مطالعہ کے آؤٹ لائن پیش کی، کن قیاسات پر اس نے اپنی تحقیق کی بنیاد رکھی، اور کس عمدہ طریق سے علم کو قاری کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتاہے۔

”یہ کتاب مناظرہ کی کتاب نہیں ہے۔ اس کو لکھنے کا مقصد میرا یہ نہیں تھا کہ ہم فریق مخالف (ہندؤوں)کے وہ اقوال جنہیں ہم غلط سمجھتے ہیں نقل کر کے ان کے رد کے دلائل پیش کریں، بلکہ میری یہ کتاب احوال و اقوال کی دستاویز ہے اس میں ہم ہندؤوں کے اقوال کو من و عن پیش کریں گے اور ساتھ ہی یونانیوں کے ملتے جلتے نظریات و عقائد کو پیش کریں گے تا کہ دونوں کی باہمی مشابہت کا اندازہ ہو جائے۔ یو نانیوں کے علاوہ ہم کہیں کہیں صوفیوں، عیسائیوں کے بعض فرقوں اور بعض دوسرے ادیان کے اقوال بھی نقل کریں گے“ (البیرونی، سید حسن برنی، علی گڑھ 1927ء)

”ہم آگے چل کر ان (ہندؤوں) کے نظریات کو صراحت سے سمجھائیں گے جیسا کہ ہم نے ہندو دھرم کے عالموں سے سمجھا ہے اور اس پر منصفانہ تنقید کریں گے۔ اگر اس میں کوئی نامانوس بات نظر آئے گی یا کوئی ایسی بات ملے گی جو دوسری قوموں کے نظریات سے مطابقت رکھتی ہو تو ہم اسے بھی بیان کر دیں گے۔ اس لئے نہیں کہ انہیں پڑھ کر قاری ہندؤوں کی مذمت کرے بلکہ صرف اس لئے کہ جو لوگ ان موضوعات کا مطالعہ کرتے ہیں ان کی فہم و فراست کو جلا بخشے“ (البیرونی ، قائم الدین احمد ص123)

پروفیسر این میری شمل Shimmel کتاب الہند کے بارے میں لکھتی ہیں: البیرونی کی کتاب الہند کو سب سے پہلی معروضی کتاب کہا جا سکتا ہے جو ہسٹری آف ریلجن پر لکھی گئی۔

Al-Biruni’s Book, India, can well be regarded as the first objective book ever written on the history of religion.

البیرونی نے کتاب الہند ابو سہل عبد المنعم بن نوح طفلسی کی فرمائش پر لکھی تھی کیونکہ مسلمانوں کی ہندؤوں کے متعلق معلومات غلط تراجم اور تصانیف پر مبنی نیز نقائص اور غلطیوں سے مملو تھیں۔ پھر وہ لوگ جو ہندؤوں سے مکالمہ اور تبادلہ خیال کے خواہش مند ہیں وہ بھی معلومات حاصل کر سکیں۔ اس کے نزدیک ہندؤوں سے مکالمہ ضروری تھا کیونکہ ایسے بہت سے موضوعات تھے جو پیچیدہ اور قابل نزاع تھے جن کو مسلمانوں اور ہندؤوں کے درمیان مکالمہ و مخاطبہ سے ہی حل کیا جا سکتا تھا۔

کتاب الہند میں البیرونی نے ہندوتہذیب کی کہانی اہل ہند کی زبانی سنائی اور ہندوستان کے تمدّن کی تصویر خود ہندو مصوّر کے قلم سے کھینچی ہے۔ اس نہ صرف ہندو مذہب، علم نحو، فلاسفی، آسمان اور زمین کے متعلق ہندؤوں کے تصورات، ان کے دریاؤں، شہروں کے فاصلے ، دنیا کی پیدائش اور فنا ہو نے کے بارے میں تصورات پر بحث تاریخوں کے تعین کا فیصلہ، مدّوجزر اور آفتاب و ماہتاب کے گرہن کے سلسلے میں ہندؤوں کے عقائد، عدالتی نظام، میراث کے اصول، مقدس اور منحوس اوقات کی نشاندہی، برہمن اور غیر برہمن کے طرز زندگی میں فرق بیان کیا۔ اس کے علاوہ سوسائٹی کا تقابلی مطالعہ پیش کیا بلکہ ہندوستان کے جغرافیہ، اسٹرانومی، اسٹرالوجی، کاسمالوجی اورمتعدد دیگر علوم کا موازنہ بھی پیش کیا تھا۔

اس کی دقیقہ رس نگاہوں سے ہندؤوں کی عادات اور ضعیف الاعتقادی بھی اوجھل نہیں رہی۔ اس نے ثابت کیا کہ اہل ہند اور اہل اسلام بالکل مختلف ہیں۔کسی چیز میں مشابہ نہیں۔زبان، مذہب، رسم و رواج، طریق معاشرت و تمدّن۔ غرضیکہ ہندؤوں کی ہر چیز مسلمانوں سے مختلف ہے۔ سنسکرت عربی کی طرح ادق ہے۔ اکثر الفاظ کے متبادل اورمتعدد معنی ہیں۔ مسلمان سنسکرت الفاظ کے تلفظ سے قاصر ہیں۔

بلاشبہ البیرونی نے تحقیق کا جو طریقہ بیان کیا وہ اس پر خود عمل پیرا ہوا۔ کتاب الہند میں اس نے ہندوفلاسفی، زبان، ان کے لٹریچر کی کتابیں، ان کی مقدّس کتابوں، اسٹرانومی، اسٹرالوجی، حکایات، توہمات، اوزان سے قارئین کو متعارف کرایا۔ ہندوؤں کی روزانہ زندگی کے سوشل پہلوؤں کو پیش کیا یعنی شادی بیاہ اور ذات پات کا نظام۔ اپنے موضوع پر صحیح طور پر قدرت حاصل کرنے کیلئے اس نے سنسکرت سیکھی اور ہندؤوں کی چندمقدّس کتابوں کے عربی میں تراجم کئے، جو کہ ابھی تک دستیاب ہیں۔ کتاب کی تالیف میں اس نے 24کتابوں 14 یونانی مصنفین اور 40 سنسکرت کتابوں سے استفادہ کیا ۔

بقیہ از صفحہ5

پہلے خانہ کعبہ کو دوبارہ تعمیر کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ اپنی اولاد کو اس صحرا میں آباد کریں۔ جب خدا نے خانہ کعبہ کی تعمیر نو کا ارادہ کرلیا تو وہاں پانی و دیگر سامان بھی پیدا کردیا۔ خانہ کعبہ پر مخالف بادشاہ حملہ آور ہوا تو ابابیل کے ذریعہ اس گھر کو بچایا۔ دونوں واقعات میں صدیوں کا فرق ہے۔ ایک واقعہ 5 ہزار سال پہلے کا اور دوسرا 1400 سال پہلے کا۔ حضرت ابراہیمؑ اور آنحضرت ﷺ کا خدا حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں بھی زندہ ہے۔ سو مساجد اسکیم کے حوالہ سے جماعتوں کی طرف سے رکاوٹوں انتظامیہ کی مشکلات کا ذکر سننے کو ملتا ہے۔ یہ بات یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم پر طاقر سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔ حضور نے جب تحریک کی تو وہ جانتے تھے کہ جرمنی کی جماعت یہ ذمہ داری اُٹھا سکتی ہے۔ مومن جب تہیہ کرلے تو خداتعالیٰ مدد کرتا ہے اور کامیابی ملتی ہے۔ تہیہ ، پُر خلوص کوشش اور دعا کرنا مومن کا کام ہے۔ اس حوالے سے آپ نے آسٹریا میں مسجد بنانے کی مثال تفصیل سے بیان کی۔

سیمینار میں دس سال کے اعداد و شمار بھی پیش کئے گئے اور اُن کی روشنی میں فنڈ اکھٹا کرنا کا جائزہ لیا گیا۔ حاضرین کو سوالات کا موقع بھی دیا گیا اور جماعتوں نے اب تک مجموعی کا اور اسکیم میں ہونے والی تبدیلیوں کے حوالہ سے سوالات کرکے منتظمین سے جواب حاصل کئے۔ انتظامیہ نے مساجد کی زمین یا تعمیر شدہ بلڈنگ کے حصول کے لئے ضروری ہدایات بیان کین۔ مثلاً اب مسجد کے لئے پلاٹ کم ازکم 800 مربع میٹر اور زیادہ سے زیادہ 1500 مربع میٹر تک ہو۔ مربع شکل کا پلاٹ تعمیر کے اعتبار سے زیادہ فائدہ مند رہتا ہے۔ مقامی تعمیر مسجد کمیٹی بنائی جائے جس کے ممبران میں صدر جماعت، سیکرٹری جائیداد، صدر لجنہ، زعیم مجلس، قائد مجلس شامل ہونگے۔ مقامی جماعت کے دو ایسے ممبران جنکو تعمیر کا تجربہ ہو۔ مسجد کے لئے دیکھا جانے والا پلاٹ مقامی تعمیر مسجد کمیٹی سے پاس کرواکر مقامی عاملہ میں منظوری کے لئے پیش کیا جائے۔ مقامی عاملہ کی منظوری کے بعد مرکز مسجد کا ڈیزائن تیار کرے گا۔ مسجد کا ڈیزائن فائنل منظوری کے لئے حضور انور کی خدمت میں پیش کرنے سے قبل مقامی عاملہ کی منظوری حاصل کی جائے گی۔ پلاٹ اور تعمیر کے لئے جو کاغذات مرکز کو چاہیئں اُنکی تفاصیل سے حاضرین کو بتایا گیا۔ اس سے پہلے یہ امور مرکز کے ہاتھ میں تھے ۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق اب تعمیر ہونے والی مسجد میں ہر بات کی منظوری مقامی جماعت سے بھی لی جائے گی۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد محترم امیر صاحب جرمنی عبداللہ واگھس ہاوُزر نے بھی حاضرین سے خطاب کیا اور اُنکے سوالات کے جوابات دیئے اور اپنی توقعات کا اظہار کیا۔ سیمینار کی کاروائی شام تک جاری رہی جسمیں 2023ء تک سو مساجد کو مکمل کرنے کے ہر پہلو کا جائزہ لیا گیا۔

قارئین روزنامہ الفضل لندن سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اسکیم میں برکت دے اور جماعت احمدیہ جرمنی کو یہ توفیق دے کہ وہ بروقت اس الہیٰ منصوبہ کو مکمل کرنے والے ہوں۔ آمین۔

طلوع و غروب آفتاب

15فروری 2020ء		طلوع	غروب
مکہ مکرمہ		05:37	18:18
مدینہ منورہ		05:39	18:15
لندن		05:25	17:17
قادیان		05:49	18:14
ربوہ		05:29	17:54